تعلیمات نبوی میں سائنسی محرکات

پروفیسر امتیاز احمد سعید

دنیائے اسلام کے شہرہ آفاق مورخ علامہ ابن خلدون اپنی معرکۃ الاراء تصنیف مقدمۃ التاریخ میں "علوم" پر بحث کرتے ہوئے ان کی دو بنیادی اقسام بیان کرتے ہیں ۔ ایک علوم نقلی جو واضع سے نقل کئے جاتے ہیں اور جن کا منبع وحی ہے جیسے قرآن' حدیث اور دوسرے علوم عقلی یا طبعی جن سے انسان اپنی عقل و فکر سے آگاہ ہوتا ہے اور جن کا ذریعہ حواس انسانی ہیں(۱)۔

در اصل علوم عقلی یا طبعی جنہیں علوم حکمیہ بھی کہتے ہیں انسان کے مشاہدات و تجربات کا حاصل ہیں ۔ انسان اپنے حواس کے ذریعے ان کے موضوعات و مسائل اقسام و براہین اور ان کی تعلیم کے طریقوں پر راہ پاتا ہے حتیٰ کہ انسان کو اس کی فکر و نظر ان علوم سے آگاہ کر دے اور غلط و صحیح بھی بتا دے اصطلاحاً" ان علوم کو "سائنس" کہا جاتا ہے ۔ سائنس کا لفظ لاطینی زبان کے لفظ سائنشیا (scientia) سے ماخوذ ہے جس کے معنی "علم " کے ہیں ۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے مقالے "سائنس" کا مصنف لکھتا ہے :۔

" سائنس کسی ایسے فیصلہ کن امر کی تلاش کا نام ہے جس کے بارے میں ہمہ گیر تائید حاصل کی جا سکے (۲)

انسائیکلو پیڈیا آف سوشل سائنسز کے مقالے "سائنس" کا مصنف یوں رقم طراز ہے " سائنس کی اصطلاح کا اطلاق عموماً" کسی مربوط علم یا منظم قوانین کے مجموعے پر ہوتا ہے خصوصاً" ان نظاموں پر جن کے قوانین کو ہمہ گیر تائید حاصل ہے یا وہ بدرجہ غایت کمال کو پہنچ چکے ہیں " (۳)

جیمز بی کانٹ سائنس کی تعریف میں کہتے ہیں :۔

" سائنس تصورات اور تصوراتی منصوبوں کا ایک مربوط سلسلہ ہے جس نے تجربات و مشاہدات کے نتائج میں نشوو ارتقاء حاصل کیا اور اس سے مزید تجربات و مشاہدات بار آور ہوئے" (۴)

ان آراء سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سائنس ان طبعی قوانین کا علم ہے جو حقائق کے مشاہدے و تجربے اور ان سے نتائج اخذ و مرتب کرنے پر مبنی ہے۔ گویا سائنس کی تین اہم

خصوصیات ہیں :-

۔ اول یہ کہ سائنس ایک علم ہے اور علم حاصل کرنا انسان کا بنیادی حق ہے۔

۔ دوم یہ کہ سائنس کا طریق کار مشاہدات و تجربات اور انضباط اشیاء پر مشتمل ہے: اور

۔ سوم یہ کہ سائنس کا مقصد مادی وسائل سے استفادہ کرنا اور نوع انسانی کو فائدہ پہنچانا ہے ۔

غور کیا جائے تو سائنس کی ان تینوں خصوصیات کے بارے میں تعلیمات نبوی میں وافر محرکات موجود ہیں ۔ ایسی آیات واحادیث ہیں جو سائنسی علوم کے حصول اور سائنسی تحقیق پر ابھارتی ہیں ۔ سب سے پہلے حصول تعلیم کے بنیادی عمومی حق کو لیجئے ۔ آج جبکہ تعلیم عام بلکہ لازمی ہے یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ تعلیم کو کسی خاص طبقے تک محدود رکھا جا سکتا ہے۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ انسانی تاریخ کے ایک طویل دور میں علم حاصل کرنے پر مذہبی رہنماؤں کی اجارہ داری تھی اور اسی بنا پر پوری دنیا میں جہالت و تاریکی کا دور دورہ تھا ۔

ان حالات میں سر زمین عرب کے افق پر آفتاب رسالت طلوع ہوا جس کے نور ہدایت نے پورے عالم کو منور کر دیا اور جس نے ظلمت و تاریکی کو ختم کر کے علم و حکمت کو عام کر دیا۔ قرآن حکیم کا پہلا پیغام جو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے نوع انسانی کو دیا وہ علم ہی کے بیان پر مبنی تھا۔ ارشاد ہوا:

اقراء باسم ربک الذی خلق ○ خلق الانسان من علق ○ اقراء و ربک الاکرم ○ الذی علم بالقلم ○ علم الانسان ما لم یعلم ○ (۵)

(اے نبیؐ) اپنے رب کے نام سے پڑھئے جس نے سب کو پیدا کیا جس نے انسان کو خون کے ایک لوتھڑے سے پیدا کیا پڑھئے کہ آپؐ کا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم سے تعلیم دی اور ان باتوں کی تعلیم دی جنہیں انسان پہلے نہیں جانتا تھا)

پھر آپؐ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنایا کہ :

وعلم ادم الاسماء کلھا ○ (اور آدم کو سب چیزوں کے اسماء کا علم دیا گیا) (۶)

حضور سرور کائناتؐ نے اہل علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے بنی نوع انسان پر یہ واضح فرما دیا کہ عالم اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے ۔ آپؐ نے قرآن حکیم کا یہ مژدہ سنایا:

ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ○ (۷)

(کیا علم والے اور جاہل برابر ہوتے ہیں ؟)

قرآن حکیم میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب مصطفیٰ کو دعا کا یہ انداز سکھایا ہے:

" قل رب زدنی علما" ○ (۸)

(اے نبیؐ) کہہ دیجئے کہ اے میرے پروردگار! میرے علم میں اضافہ فرما۔

کتب احادیث میں حضور سرور کائنات کے متعدد ارشادات موجود ہیں جو تحصیل علم کا محرک ثابت ہوئے۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: طلب العلم فریضتہ علی کل مسلم ومسلمتہ (۹)

(علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے)

حضرت انسؓ ہی سے مروی ایک دوسری حدیث میں آپؐ کا ارشاد ہے: من خرج فی طلب العلم فھو فی سبیل اللہ حتی یر جع (جو شخص علم کی تلاش میں گھر سے نکلا تو وہ واپس لوٹنے تک اللہ کی راہ میں ہے) (۱۰) ایک اور حدیث میں ارشاد ہوتا ہے: اطلبو االعلم و لو کان بالصین (۱۱) (علم حاصل کرو چاہے اس کے لئے چین ہی کیوں نہ جانا پڑے)۔

قرآن واحادیث میں جہاں جہاں لفظ "علم" وارد ہوا ہے اس سے مراد وسیع ترین اور نفع بخش علم ہے۔ اس کے علاوہ قرآن اور احادیث میں لفظ حکمت بھی آیا ہے جسے بعض علما اور مفسرین نے سائنس کے مترادف قرار دیا ہے۔ مثلاً" قرآن حکیم کا ارشاد ہے: ومن یوت الحکمتہ فقد اوتی خیرا" کثیرا" (۱۲)

(اور جسے حکمت دی گئی تو اسے خیر کثیر عطا کیا گیا) آنحضورؐ کا بھی فرمان ہے الحکمتہ ضا لتہ المئومن (حکمت مومن کی گمشدہ متاع ہے)(۱۳)

غرض حضور نبی کریمؐ نے مطلق علم اور بالخصوص علوم حکمیہ یعنی سائنس کے حصول کی طرف مسلمانوں کو راغب کیا اور مسلمانوں میں تلاش و جستجو کا وہ جذبہ ابھارا جو سائنسی دور کا نقیب ثابت ہوا۔

اب سائنس کی دوسری خصوصیت یعنی سائنسی طریق کار کو لیجئے جو مشاہدات و تجربات پر مبنی ہے۔ حضور نبی کریمؐ نے اپنی تعلیمات میں انسان کی توجہ مشاہدے اور عقل و تجارب کی طرف مبذول کرائی۔ آپ نے قرآن حکیم کا یہ پیغام سنایا کہ:

ان فی خلق السموت والا رض واختلاف اللیل والنھارو الفلک التی تجری فی ا لبحر بما ینفع الناس وما انزل اللہ من السماء من ما ء فاحیا بہ الارض بعد موتھا وبث فیھا من کل د ا بتہ وتصریف الریح وا لسحاب المسخربین السماء والا رض لا یت لقوم یعقلون (۱۴)

(بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے یکے بعد دیگرے آنے میں اور ان کشتیوں میں جو لوگوں کو نفع دینے والی چیزیں لے کر چلتی ہیں اور اس پانی میں جس کو اللہ نے آسمان سے برسایا پھر اس سے زمین کو اس کے خشک ہو جانے کے بعد تروتازہ کیا ۔ اور اس میں ہر قسم کے جاندار پھیلائے اور ہواؤں کے چلانے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان مسخر ہیں دلائل ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل والے ہیں)

قرآن حکیم بار بار سیاحت ' مشاہدے او تفکر و تدبر پر زور دیتا ہے ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انظر و ا ماذا فی السموات والارض (۱۵) (مشاہدہ کرو کہ آسمانوں اور زمین میں کیا ہے)

افلا ینظر و ن ' افلا یتفکر و ن ' افلا یتدبر و ن

(کیا وہ نہیں دیکھتے؟) (کیا وہ غور نہیں کرتے؟) (کیا وہ تدبر نہیں کرتے؟)

پھر ارشاد ہوا : افلا ینظرون الی الا بل کیف خلقت ○ والی السماء کیف رفعت ○ والی الجبال کیف نصبت ○ والی الا رض کیف سطحت ○ (۱۶)

(کیا وہ اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے کہ اسے کس طرح پیدا کیا گیا ہے اور آسمان کی طرف کہ اسے کس طرح بلند کیا گیا ہے اور پہاڑوں کو کہ کیسے کھڑے کئے گئے ہیں اور زمین کو کہ کس طرح بچھائی گئی ہے)۔

ان آیات کریمہ اور دیگر بہت سی آیات قرآنی اور احادیث نبوی میں مشاہدے اور تجربے کی دعوت دی گئی ہے اور کائنات ' حیوانات ' نباتات ' حشرات الارض ' سیاحت ' جہاز رانی ' جغرافیہ ' ریاضی اور طب وغیرہ سائنسی علوم کا اجمالاً ذکر کیا گیا ہے ۔

سائنس کی تیسری خصوصیت مادیت سے انسان کا تعلق اور مادی وسائل سے استفادہ کرنے کے بارے میں ہادی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی بہت اہم حیثیت رکھتا ہے کہ لا رھبا نیتہ فی الا سلام (اسلام میں ترک دنیا کی کوئی گنجائش نہیں ہے)۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی ہے کائنات اور اس کی ہر شے کو بنی

نوع انسان کی بھلائی کے لئے تصرف میں لایا جائے ۔ صرف یہی نہیں کہ انسان مادی ذرائع و وسائل کی ظاہری ہیئتوں سے کام لے بلکہ یہ بھی کہ وہ فطرت کی تمام قوتوں کو مسخر کر کے اپنے کام میں لائے چنانچہ آپؐ نے قرآن حکیم کا یہ پیغام دیا کر:

وسخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعا" منہ (۱۷)

(اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب تمہارے لئے مسخر کر دیا گیا ہے)۔

گویا آپؐ نے یہ تعلیم دی ہے کہ انسان کی فلاح و نجات کا دار ومدار ترک دنیا میں نہیں بلکہ اس مادی دنیا میں اسلامی ضابطہ حیات کے مطابق زندگی گزارنے پر ہے ۔ کائنات اور اس کی تمام اشیاء کو پورے تصرف میں لایا جائے اور تمام مادی وسائل کو انسانی بہبود کے لئے استعمال کیا جائے۔ تعلیمات نبوی میں زندگی کی اصل کامیابی یہ ہے کہ انسان کی دنیوی زندگی بھی بہترین ہو اور اخروی زندگی بھی بہترین ہی میسر آئے ۔ اسی لئے آپؐ نے قرآن حکیم کے الفاظ میں مسلمانوں کو یہ دعا سکھائی کہ

ربنا اتنا فی الدنیا حسنتہ وفی الاخرة حسنتہ وقنا عذاب النار (۱۸)

(اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا)۔

دارصل علم انسان کو دوذرائع سے عطاہوتا ہے ۔ ایک ذریعہ انسانی حواس ہیں جن کی وساطت سے انسان اللہ تعالی کے ان طبعی قوانین کا علم حاصل کرتا ہے جن کے مطابق کائنات میں طبعی افعال رونما ہوتے ہیں مثلاً" سورج کا طلوع ہونا بارش کا برسنا ' پودوں کا اگنا ' سیاروں کی گردش وغیرہ۔ علم کا دوسرا ذریعہ وحی ربانی ہے جو انبیا علیہم السلام کی وساطت سے انسان کو پہنچا۔ یہ علم ان باتوں کے بارے میں ہے جو انسانی حواس کے احاطے سے باہر ہیں مثلاً" اللہ تعالی کی ذات وصفات کا علم فرشتوں قیامت و آخرت اور تقدیر کا علم۔

انبیاء علیہ السلام کی بعثت کا مقصد علوم وحی کو انسان تک پہنچانا اور احکام وحی کے مطابق لوگوں کی رہنمائی کے لئے خود اپنا نمونہ پیش کرنا اور لوگوں کی تربیت وتزکیہ کرنا ہے۔ اسی لئے انبیائے کرام دنیوی مسائل اور سائنسی نظریات سے بحث نہیں کرتے۔ ان کی تعلیمات میں ایسی باتوں کا اگر ذکر آتا ہے تو اس کا مقصد اللہ تعالی کی عظمت اور قدرت کو بیان کرنا ہوتا ہے ۔ مثلاً"

قرآن حکیم میں چاند کی منازل' سورج اور چاند کی مقررہ رفتار سے گردش' بارش کا برسنا' پانی سے حیات کی تخلیق وغیرہ کا ذکر اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور اس کی صفات کا مظہر ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں کتنے ہی محرکات ہیں جو انسان کو تجسس جستجو اور سائنسی تحقیق پر آمادہ کرتے ہیں ۔ حدیث پاک ہے کہ مدینہ طیبہ میں لوگ کھجوروں کے درختوں کو پیوند لگاتے تھے تاکہ پیداوار زیادہ ہو آپ نے دیکھا تو منع فرما دیا۔ اس کے بعد پھل کم آئے ۔ حضورؐ کو اطلاع ہوئی تو آپؐ نے فرمایا کہ تم اپنے دنیوی معاملات کو بہتر سمجھتے ہو یعنی جیسا کرتے تھے ایسے کیا کرو۔ اس واقعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ دنیوی معاملات میں انسانی مشاہدے اور تجربے سے رہنمائی حاصل کی جانی چاہیے ۔

تعلیمات نبوی میں نماز' روزہ' زکوۃ اور حج بنیادی ستون ہیں مگر ان احکام پر عمل درآمد کے لئے سائنسی علوم کا جاننا ضروری ہے مثلاً" نماز کے سلسلے میں سمت قبلہ معلوم کرنا ہوتا ہے ۔ سفر حج کیلئے بھی سمت کعبہ کا علم حاصل کرنا ہوتا ہے ۔ روزے کے لئے سحر و افطار کے اوقات کا تعین کرنا پڑتا ہے۔ اس غرض کے لئے علم فلکیات اور علم ریاضی سے مدد لینا ضروری ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں مسلمانوں نے رصدگاہیں بنائیں' تجربات کئے اور بہت سی کتابیں تصنیف کیں ۔ البیرونی نے غزنی میں فلکیات وریاضی کے قاعدے سے سورج کا ارتفاع معلوم کر کے غزنی سے سمت قبلہ متعین کی ۔ اس کا یہ طریقہ اتنا اہم ہے کہ صدیوں بعد آج بالٹیمور یونیورسٹی (امریکہ) میں ان تحقیقات کی بنیاد پر زمین کی گردش کی رفتار معلوم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔

زکوۃ وعشر' جزیہ' خراج' غنیمت اور مال وراثت کے احکام پر عملدرآمد کے سلسلے میں آنحضورؐ کی ہدایات بھی سائنسی علوم کا محرک ثابت ہوئیں کیونکہ ان مدوں میں ادائیگی وصولی اور تقسیم کے حساب کتاب کیلئے ریاضی کا علم حاصل کرنا ضروری ہے ۔ طبی امور کے سلسلے میں آنحضرتؐ کی بکثرت ہدایات کتب حدیث موجود ہیں ۔ بالخصوص آپؐ کا یہ فرمان کہ " لکل داء دواء" (ہر مرض کا علاج ہے) مسلمانوں کی طبی تحقیقات کا محرک ثابت ہوا۔ خود آپؐ کے طبی مشوروں اور اصولوں کو طب نبوی کے نام سے مرتب کیا گیا ہے۔ حضورؐ کی یہ ہدایات حفظان صحت اور علم الادویہ وغیرہ میں ترقی کا موجب ثابت ہوئیں۔

تاریخ شاہد ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام اور تعلیمات میں جو علمی اور

سائنسی محرکات پائے جاتے ہیں ان کی بنا پر مسلمانوں میں علمی اور تحقیقی روح یعنی سائیٹیفک سپرٹ پیدا ہوئی اور مسلمان علم کی جستجو اور اللہ تعالی کی مخلوق نباتات جمادات ' حیوانات اور خود انسان کے مطالعہ کے لئے اتنے مستعد ہو گئے کہ انہوں نے اس غرض کے لئے دور دراز کے بحری وبری سفر کئے ۔ براہ راست مشاہدے سے کائنات کے طبیعی قوانین دریافت کرنے کا طریقہ وجود میں آیا جسے دور جدید میں سائنسی اسلوب (سائنٹفک میتھڈ) کہا جاتا ہے اور دور حاضر کی سائنسی ترقی ممکن ہوئی ۔

مسلمان سائنس دانوں میں گیارہویں صدی میں ابن الہیثم نے بطور خاص سائنسی اسلوب کی بہت سی تفصیلات طے کیں اور اس سے کام لے کر بصریات میں زبردست انکشافات کئے جس کا اثر بعد میں یورپ کے سائنس دانوں پر ہوا۔ مسلمانوں نے اور بھی بے شمار سائنس دان پیدا کئے جنہوں نے سائنسی اسلوب سے کام لیا۔ ان میں البیرونی' جابر بن حیان' ابن بیطار' عمر بن الخیام' محمد زکریا رازی' ابو منصور موافق اور ابو القاسم نے شاندار کارنامے انجام دیئے۔ انہی عظیم سائنس دانوں کے علوم بعد میں یورپ منتقل ہو گئے اور وہاں کی حیرت انگیز سائنسی ترقی کا موجب بنے۔ مشہور مستشرق برٹرینڈ رسل لکھتا ہے ۔

" عرب یونانیوں کی نسبت زیادہ تجرباتی تھے اور یہ صرف عربوں ہی کا کارنامہ تھا کہ یورپ کے دور مظلمہ میں تہذیبی روایات آگے بڑھتی گئیں اور راجر بیکن جیسے عیسائیوں نے قرون وسطی کے سائنسی نظریات سے جو استفادہ کیا وہ عربوں ہی کے طفیل تھا " ۔ (۱۹)

ایک دوسرے یورپی مفکر بریفالٹ نے لکھا ہے ۔

" ہماری سائنس پر عربوں کا جو احسان ہے وہ چونکا دینے والے انکشافات یا انقلابی نظریات پر مشتمل نہیں بلکہ سائنس اس سے بھی زیادہ عربی ثقافت کی ممنون احسان ہے کیونکہ دراصل سائنس کو اسی ثقافت نے جنم دیا ہے ...... ہم جس چیز کو سائنس کے نام سے موسوم کرتے ہیں وہ اس امر کا نتیجہ ہے کہ تحقیق کی نئی روح پیدا ہو گئی تفتیش کے نئے طریقے معلوم کئے گئے تجربے مشاہدے اور پیمائش کے اسلوب اختیار کئے گئے ۔ ریاضیات کو ترقی دی گئی اور یہ سب کچھ ایسی شکل میں نمایاں ہوا جس سے یونانی بالکل بے خبر تھے دنیائے یورپ میں اسی روح کو اور ان اسالیب کو رائج کرنے کا سہرا عربوں کے سر ہے "۔(۲۰)

غرض تعلیمات نبوی میں ایسے محرکات موجود ہیں جن کی بناء پر مسلمان علماء مفکرین اور سائنس دانوں نے جدید سائنسی اسلوب کو ایجاد کیا اور ایسے انکشافات کئے جو یورپ کی موجودہ سائنسی ترقی کی بنیاد ثابت ہوئے۔

حوالہ جات

۱۔ ابن خلدون مقدمہ جلد نمبر ۲ باب ششم

۲۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا مقالہ سائنس ج ۲۰ ص ۱۱۴

۳۔ انسائیکلو پیڈیا آف سوشل سائنسز مقالہ سائنس ج ۳ ص ۵۹۱

۴۔ جیمز بی کانٹ سائنس اور عقل سلیم (مترجم غلام رسول مہر) شیخ غلام علی لاہور ص ۵۰

۵۔ سورۃ العلق صفہ ۱ تا ۵

۶۔ سورۃ البقرہ نمبر ۳۱

۷۔ الزمر ۹

۸۔ طہٰ ۱۱۴

۹۔ المشکوۃ المصابیح کتاب العلم حدیث ۲۰۴

۱۰۔ ایضاً ۲۰۶

۱۱۔ ایضاً ۲۰۷

۱۲۔ سورۃ البقرہ ۲۶۹

۱۳۔ المشکوۃ المصابیح

۱۴۔ سورۃ البقرہ ۱۶۴

۱۵۔ سورۃ یونس ۱۰۱

۱۶۔ سورۃ الغاشیہ ۱۷۔۲۰

۱۷۔ سورۃ الجاثیہ ۱۳

۱۸۔ سورۃ البقرہ ۲۰۱

۱۹۔ برٹرنیڈ رسل دی سائنٹیفک آؤٹ لک صفحہ ۲۲

۲۰۔ رابرٹ بریفالٹ (مترجم عبد المجید سالک) تشکیل انسانیت صفحہ ۲۴۷ مطبوعہ مجلس ترقی ادب لاہور